کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہمارے بلند و بالا پروردگار دو آدمیوں پر تعجب فرماتے ہیں۔ ایک اس پر جو اپنے گھر میں نرم و گرم بستر پر پرسکون نیند میں ہے۔ نماز کا وقت آتا ہے تو وہ میری نعمتوں کے شوق اور عذاب کے ڈر سے اہل و عیال اور آرام دہ بستر سے اٹھ کر نماز کی خاطر مسجد جاتا ہے۔ دوسرا وہ جو ایک محاذ پر فی سبیل اللہ لڑائی لڑ رہا تھا کہ لوگ شکست کھا کر بھاگنے لگے، اس شخص نے بھاگنے کے گناہ اور مورچوں میں واپسی کے ثواب کو دیکھا اور میری نعمتوں کے حصول اور میری پکڑ سے ڈر کر واپس لوٹ آیا۔ لڑا، حتیٰ کہ اس کا خون گرا دیا گیا اور وہ جام شہادت نوش کر گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: ذرا اس کی طرف توجہ کرو، یہ میری نعمتوں کے شوق اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر لیا (الفتح الربانی، ترتیب مسند احمد شیبانی)۔

کتنی اونچی شان ہے ان کی جن کی شان پر خود اللہ تعالیٰ اظہار تعجب فرماتے ہیں۔ اس کرہ ارض پر چلنے پھرنے والے اربوں انسانوں میں سے ایسے کتنے خوش نصیب ہیں جن کی عظمت و رفعت اور خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ حیرت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تعجب اور حیرت کسی چیز کے غیر معمولی ہونے کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا کیا ٹھکانا۔ نماز باجماعت کے لیے آرام دہ، نرم و گرم اور لذت آفریں بستر کو چھوڑنا کتنا مشکل ہے؟ نیند پوری ہو گئی، پھر کیوں اٹھنے کی ہمت نہیں ہے۔ جنت کا شوق اور دوزخ کا ڈر دامن گیر ہو تو پھر کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ نماز مشکل ہے مگر ان لوگوں پر جو ڈرنے والے ہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اللہ سے ملنے والے اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں" (البقرہ ۲: ۴۵-۴۶)۔

میدان جہاد میں لڑائی جاری ہو، اور سب آگے بڑھ بڑھ کر شہید ہو رہے ہوں، اس سے مختلف صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کسی مرحلے پر آس پاس کے لوگ پیٹھ پھیر جائیں، اس وقت ایک مومن قدم پیچھے ہٹالے، لیکن پھر اجر کی توقع اور عذاب کے ڈر سے واپس معرکے میں آ شامل ہو اور شہادت کا جام نوش کر لے۔ ایسے شخص کے لیے

اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام ہے' فرشتوں سے اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یقیناً' جب عام چلن' دین پر چلنے کا نہ ہو' احکامات سے پیٹھ پھیرنے کا ہو' ان حالات میں دین کے راستے پر ثابت قدمی سے چلنا بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاص حیثیت رکھے گا۔

O

حضرت مخارق بن عبداللہؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ایک آدمی آتا ہے اور میرا مال اٹھا کر لے جاتا ہے تو میں اسے کس طرح منع کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر نصیحت کرو۔ اس نے عرض کیا: اگر وہ نصیحت کی طرف توجہ نہ دے تو پھر کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: تمھارے اردگرد جو مسلمان ہوں ان سے مدد حاصل کرو۔ اس نے عرض کیا: اگر میرے اردگرد مسلمان نہ ہوں' تو پھر کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: پھر حکمران سے مدد حاصل کرو۔ اس نے عرض کیا: اگر حکمران بھی دور ہو' تو؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے مال کی حفاظت کے لیے لڑائی لڑو' قتل ہو گئے تو آخرت میں شہدا کی صف میں شامل ہو جاؤ گے اور زندہ رہ گئے تو پھر اپنے مال کی حفاظت کر لو گے (نسائی)۔

معاشرے میں ظلم اور حق غصب کرنے کے خلاف نصیحت بے اثر ہو' حکومت بھی غافل ہو تو فرد کی جانب سے مزاحمت کا یقین ہی ظالم و غاصب کو شکست دے سکتا ہے۔ ظلم کو برداشت کرنا' ظالم کو تقویت دیتا ہے۔ مظلوموں کو منظم کر کے کھڑا کرنا اسلام کا تقاضا ہے۔ مظلوم کو تنہا نہ چھوڑا جائے' اس کا ساتھ دیا جائے۔ مظلوم بھی ظلم سہنے کے بجائے' مقابلہ کرے' وہ یہ جانتا ہو کہ جان گئی تو شہادت حاصل ہوگی۔ مزاحمت پر آمادگی' اور اس کے لیے تیاری معروف ہو تو لوٹ مار کی نوبت کم آئے گی۔

O

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے گھر سے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ نماز پڑھا رہے تھے۔ میں بھی آخری صف میں کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کے ساتھ میں نے بھی نماز پڑھی۔ میں آخری صف میں تھا کہ نبیؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ مصلے سے اٹھ کر سیدھے آخری صف میں میرے پاس تشریف لائے۔ پوچھا: کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا: اسلام قبول کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ آپؐ فرمایا: یہ تو تمھارے لیے بہت اچھا ہوگا۔ آپؐ نے پوچھا: کیسی ہجرت کرو گے' دیہاتی ہجرت یا باتی (مستقل) ہجرت؟ میں نے پوچھا: کون سی ہجرت زیادہ بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: باتی ہجرت بہتر ہے۔ پھر آپؐ نے باتی ہجرت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ باتی ہجرت یہ ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے ساتھ مستقل قیام کر لو، اور دیہاتی ہجرت یہ ہے کہ اپنے گاؤں واپس چلے جاؤ، (اور بلاوے پر آجایا کرو)۔ آپؐ نے فرمایا کہ تنگی اور آسانی، پسند و ناپسند اور دوسروں کو ترجیح دینے کی صورت میں اطاعت کرنا ہو گی۔ میں نے عرض کیا: تیار ہوں! اس کے بعد آپؐ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، میں نے بھی اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ آپؐ نے دیکھا کہ میں کسی قسم کے استثنا اور قید کے بغیر بیعت کے لیے تیار ہوں تو آپؐ نے شفقت فرماتے ہوئے اطاعت کے ساتھ استطاعت کا اضافہ فرما دیا اور فرمایا: اپنی استطاعت کی حد تک ہر حالت میں اطاعت کرو گے۔ یہ فرمانے کے بعد اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور بیعت لے لی (کنزالعمال)۔

آپؐ کا طریقہ تھا کہ مسجد نبویؐ میں آنے والے تمام نمازیوں پر نظر رکھتے، اور نئے اور پرانوں میں امتیاز کرتے۔ آپؐ نے حضرت واثلہ بن اسقعؓ کو دیکھا تو ان کے پاس چلے گئے۔ یہ آپؐ کے اخلاق کریمانہ کی ایک مثال ہے۔

ہجرت کی دو قسمیں ہیں: "دیہاتی ہجرت" اور "باتی ہجرت"۔ آس پاس کے لوگ کچھ دن قیام کریں، اس کے بعد واپس جا کر اپنے دیہات کے لوگوں کو تعلیم دیں، یہ "دیہاتی ہجرت" تھی۔ دور دراز کے لوگوں کے لیے "باتی ہجرت" تھی یعنی مدینہ میں مستقلاً رہ کر علم بھی حاصل کریں اور جہاد میں بھی حصہ لیں۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ قریبی علاقے سے آئے تھے۔ ان کے لیے دونوں طرح کی ہجرت کی اجازت تھی۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ہجرت کے متعلق سوال کیا۔ انھوں نے اس ہجرت کو اختیار کیا جو عارضی نہ ہو بلکہ مستقل ہو، اس لیے کہ یہ افضل تھی۔

○

حضرت معدان بن ابی طلحہؒ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوالدرداؓ نے پوچھا: آپ کی رہائش کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: حمص کے قریب ایک بستی میں۔ اس کے بعد حضرت ابوالدرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بستی جس میں تین آدمی اس حال میں رہتے ہوں کہ وہاں اذان اور نماز باجماعت نہ ہو تو ان پر شیطان غالب ہو جاتا ہے۔ اس لیے جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو ریوڑ سے دور ہو (الفتح الربانی، ج ٦، ص ۱۷۵)۔

اہل ایمان آپس میں ملیں تو ایک دوسرے کے حالات کا علم حاصل کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کی رہنمائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت معدان بن ابی طلحہؒ کے حالات کے مطابق انھیں اپنے گاؤں میں نماز باجماعت کے اہتمام کی تلقین کی۔

کسی بستی میں نماز باجماعت ترک کر دی جائے تو پھر وہاں شیطان کی حکمرانی قائم ہو جاتی ہے۔ نماز باجماعت کے ترک کر دینے کا یہ وبال ہے تو پورا دین ہی متروک ہو یا بہت بڑا حصہ، تو پھر شیطان کی حکمرانی میں کیا کسر رہ جائے گی، اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔ جماعت کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت حاصل ہوتی ہے، جس طرح ریوڑ کو

چرواہے کی۔ جس طرح ریوڑ سے دور رہنے والی بکری چرواہے کی حفاظت سے محروم ہوتی ہے اسی طرح تنہا چلنے والا آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی اس حفاظت سے محروم ہوتا ہے جو جماعت کو حاصل ہوتی ہے۔

O

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (میں مسلمان ہونے کے لیے آیا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو پوچھا: جریر! کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا: اسلام قبول کرنے آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے چادر پہنائی۔ پھر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جب تمھارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کا اعزاز و اکرام کیا کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جریر! میں تمھیں اس بات کی گواہی کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اس بات کی طرف کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم ایمان لاؤ اللہ پر، یوم آخرت پر، خیر و شر کی تقدیر پر، اور پڑھو فرض نماز اور ادا کرو فرض زکوٰۃ۔ میں نے اقرار کرلیا۔ اس کے بعد آپؐ جب بھی مجھے دیکھتے مسکرا کر ملتے (بیہقی)۔

دعوت کے ذریعے کسی کو اپنا بنانے کے لیے ضروری ہے کہ داعی اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ وہ انسانوں کا ہمدرد و غمگسار اور ان کا خیرخواہ ہے۔ اس کا پہلا اظہار، اعزاز و اکرام ہے۔ جب داعی کسی سے ملے یا اس سے کوئی ملے، وہ کسی کے پاس جائے یا اس کے پاس کوئی آئے تو وہ ہمیشہ حسن سلوک کرے اور حفظ مراتب کا بھی خیال رکھے۔ نبی کریمؐ نے حضرت جریرؓ کو اپنی چادر پہنا کر ان کا خصوصی اعزاز و اکرام کیا اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ زبردستی اور طاقت سے کسی کی گردن کو تو مسخر کیا جا سکتا ہے لیکن دل کو نہیں۔ دلوں کے دروازوں کو اپنے نظریات کے لیے کھولنا ہے تو انسانی نفسیات کا لحاظ رکھ کر طریقے اختیار کرنا ہوں گے۔ سیرت رسولؐ میں اس حوالے سے بڑی رہنمائی ملتی ہے۔

O

حضرت علیؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین کام ایسے ہیں کہ کسی کو ان کے ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ماں باپ کے ساتھ نیکی، وہ مسلم ہوں یا کافر۔ امانت کی واپسی، اس کا مالک مسلم ہو یا کافر۔ عہد پورا کرنا، مسلمان سے ہو یا کافر سے (بیہقی)۔

جو اخلاقی اقدار مسلمان کی شان اور پہچان ہیں، ان میں اس سے فرق نہیں پڑتا کہ معاملہ مسلمان سے ہے یا غیر مسلم سے۔ یہ طرز عمل خود غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرتا ہے اور وہ اس کی برتری اور حقانیت کو محسوس کرتے ہیں۔